Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
August 25, 2025

Prominent Aspects of Guidance and Enlightenment in Inviting Towards Good and Its Constitutional Significance

دعوت الی الخیر میں رُشد و ہدایت کے نمایاں پہلو اور آئینی حیثیت

Farida Noreen
Doctoral Candidate Islamic Studies
Department of Islamic Studies, Superior University, Lahore
Visiting Lecturer Islamic Studies, University of the Education, Lahore
Email: faridanoreen53@gmail.com
ORCID: https://orcid.org/0009-0009-5486-4510

Muhammad Naimat Ullah
Doctoral Candidate Islamic Studies, Division of Islamic and Oriental Learning
Lower Mall Campus, University of Education, Lahore / Librarian, Govt. Mines
Labour Welfare College for Boys, Makerwal Mianwali
Email: muhammadnaimatullah53@gmail.com
ORCID: https://orcid.org/0009-0004-9412-1686

Hafiz Muhammad Abdullah
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University Lahore
SST, WAPDA Inter College Mangla Dam Mirpur AJK
Email: hafizmuhammadabdullah53@gmail.com
ORCID: https://orcid.org/0009-0001-7167-8164

Abstract

Da'wah Ilā al-Khayr, meaning "invitation to good," holds a central position in the Qur'anic and Prophetic framework as a collective duty (farḍ kifāyah) of the Muslim Ummah. The Qur'an commands believers to form a dedicated group that calls to good (Islam), enjoins what is right, and forbids what is wrong (Āl ʿImrān 3:104, al-Ḥajj 22:41, al-Tawbah 9:71, Luqmān 31:17). Prophetic traditions emphasize the obligation to convey the message, even if it is a single verse, and to actively oppose evil through action, speech, or at least in the heart. Historically, the Companions (Ṣaḥābah) were the first to fulfill this mission, expanding Islam beyond the Arabian Peninsula to Persia, Rome, and beyond. Da'wah Ilā al-Khayr encompasses the reformation of belief and worship, moral and social integrity, economic justice, and the eradication of oppression and false systems. It is both an

CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 25, 2025

instrument of collective guidance and a constitutional directive for the Muslim community, ensuring its identity, unity, and moral survival. This study highlights the prominent aspects of guidance in Daʻwah Ilā al-Khayr and examines its constitutional implications under the Islamic legal framework, illustrating its indispensable role in shaping a just, moral, and united society.
Keywords: Da'Wah Ilā Al-Khayr, Enjoining Good, Forbidding Evil, Qur'anic Injunctions, Prophetic Traditions, Islamic Constitution, Collective Obligation, Social Reform, Moral Guidance, Ummah Identity

خیر کے معنی ومفہوم:

خیر کے معنی ہیں: ''بھلائی اور نیکی کے کام'' دعوت الی الخیر کے معنی ہیں: ''لوگوں کو بھلائی اور نیکی کے کاموں کی طرف بلانا''۔

امام قرطبیؒ نے الجامع لأحکام القرآن میں خیر سے مراد دینِ اسلام ہے"[1]۔امام ابن کثیرؒ نے تفسیر ابن کثیر میں خیر یعنی اللہ کی اطاعت اور شریعت پر عمل قرار دیا ہے۔[2]امام رازیؒ نے تفسیر الکبیر یا مفاتیح الغیب میں خیر کے تمام شعبے دین کی طرف لوٹتے ہیں،اور غیر دین کی طرف دعوت شر ہے۔[3] خیر سے مراد اللہ کا وہ دین ہے جو محمد ﷺ کے ذریعہ اُمتِ مسلمہ کو ملا ہے۔اللہ نے جو نظام زندگی عطا کیا ہے،جو عقائد و نظریات دیتے ہیں جو قوانینِ سیاست بتائے ہیں،جو ضابطہ اخلاق دیا ہے اور جن اصول عبادت کی تعلیم دی ہے وہی ''خیر'' ہے،اور دنیا کو اس ''خیر'' کی طرف بلانا امت مسلمہ کا فرض ہے۔ اس کے لیے خیر و شر کا پیمانہ اللہ کا دین ہے۔جو کچھ اللہ کے دین میں ہے وہ خیر ہے اور جو اللہ کے دین سے باہر ہے وہ ''شر'' ہے اللہ کے دین سوا نہ تو کسی تصورِ حیات سے اسے دلچسپی ہو سکتی ہے اور نہ وہ دنیا کو اس کی دعوت دے سکتی ہے۔دنیا کے جتنے دین جتنے نظامِ حیات اور جتنے قوانینِ زندگی ہیں وہ سب کے سب اس کی نگاہ میں شر کی مختلف شکلیں ہیں،وہ ان کو مٹانے اور ان کی جگہ خدا کے دین کو قائم کرنے کے لیے وجود میں آئی ہے۔

1 تفسیر الجامع لأحکام القرآن،امام ابو عبداللہ محمد بن احمد القرطبی(متوفی 671ھ)
2 تفسیر ابن کثیر،امام ابن کثیر؛موجودہ دار السلام 10 جلدی اردو
3 المفاتیح الغیب(تفسیر الکبیر)،تالیف: فخر الدین الرازی(متوفی 606ھ)

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 25, 2025

دعوت الی خیر کے معنی ومفہوم:

''دعوت الی الخیر'' کا مطلب دین کے کسی جزو کی طرف دعوت دینا نہیں بلکہ کل دین کی طرف دعوت دینا ہے۔دعوت الی الخیر کے تین بنیادی اجزاء ہیں ۔ الی الخیر مکمل دین کی طرف دعوت دینا، امر بالمعروف ہر اس کام کا حکم دینا جو شریعت میں پسندیدہ ہو اور نہی عن المنکر ہر اس کام سے روکنا جو شریعت میں ناپسندیدہ یا حرام ہو۔یہ فریضہ امت پر فرض کفایہ ہے، لیکن ہر فرد اپنے دائرے میں اس کا مکلف ہے۔امت مسلمہ جب تک پورے دین کی دعوت لے کر نہ اُٹھے وہ ''دعوت الی الخیر'' کے فرض سے سبکدوش نہیں ہو سکتی۔اگر وہ صرف اصلاحِ اخلاق کی مہم چلاتی ہے یا اس کے سامنے محض سیاسی انقلاب ہے، یا وہ عبادات کی تلقین تک اپنی مساعی کو محدود رکھتی ہے، یا اس کے سامنے محض سیاسی انقلاب ہے، یا وہ عبادات کی تلقین تک اپنی مساعی کو محدود رکھتی ہے، یا اس کا مطلوب صرف معاملاتی زندگی کو درست کرنا ہے تو اس سے دعوتِ خیر کا حق کبھی بھی ادا نہ ہو گا۔اس میں شک نہیں کہ ان میں سے ہر کام دین کا کام ہے اور اس میں خیر کا جزو یقیناً موجود ہے لیکن امت مسلمہ ''جزئی خیر'' کی دعوت پر مامور نہیں ہے بلکہ اسے ''خیر کل'' کی دعوت کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ قرآن مجید کے متعدد ارشادات سے واضح ہوتا ہے مثلاً سورہ انبیاء کی حسب ذیل آیت کو دیکھیے، قرآن نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام، حضرت اسحاق علیہ السّلام اور حضرت یعقوب علیہ السّلام کے ذکر کے بعد کہا ہے:

وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ وَكَانُوا لَنَا عَابِدِينَ

اور ہم نے انہیں پیشوا/امام بنادیا کہ ہمارے حکم سے لوگوں کی رہبری کریں اور ہم نے ان کی طرف نیک کاموں کے کرنے اور نمازوں کے قائم رکھنے اور زکوۃ دینے کی وحی (تلقین) کی، اور وہ سب کے سب ہمارے عبادت گزار بندے تھے۔

یہاں خیر کا لفظ ان اعمال کے لیے استعمال ہوا ہے جن کے کرنے کا خدا نے اپنے پیغمبروں کو حکم دیا تھا۔ ظاہر ہے پیغمبروں کو جن اعمال خیر کی وحی کی جاتی تھی ان کا دائرہ بہت وسیع تھا۔اس میں عبادات، اخلاقیات اور معاملات سب ہی شامل تھے اسی کا نام دین اور شریعت ہے۔اس سے بالکل واضح ہے کہ خیر کا لفظ کل شریعت کی جگہ بولا گیا ہے جو خدا کی طرف سے پیغمبروں کو ملتی تھی اور جس کے تحت وہ زندگی گزارتے تھے۔چنانچہ علامہ بغویؒ نے اس آیت کی تشریح اس طرح کی ہے۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 25, 2025

وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا، يقتدى بهم فى الخيرات (يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا) يدعون الناس الى ديننا (وَاَوْحَيْنَا اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيَرَاتِ) يعنى العمل بالشرائع۔[4]

ہم نے انہیں امام بنایا۔ وہ ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے۔ یعنی "امور خیر" میں ان کی پیروی کی جاتی تھی۔ وہ ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے۔ کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگوں کو ہمارے دین کی دعوت دیتے تھے اور ہم نے ان کی طرف "اعمال خیر" کی وحی کی، یعنی شریعتوں پر عمل کا حکم دیا۔

مفسر خازن نے بھی "فعل الخیرات" کی تشریح، العمل بالشرائع کے جملے ہی سے کی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ "خیر" اللہ کی شریعت کا دوسرا نام ہے۔ پیغمبروں کو اسی خیر پر عمل کا حکم دیا جاتا تھا، ان کی زندگی اسی کا نمونہ ہوتی تھی اور وہ دوسروں کو اسی کی دعوت دیتے تھے۔ اسی چیز نے انہیں عبدیت کے مقام بلند تک پہنچایا اور وہ خدا کے نزدیک عابد قرار پائے۔ خیر کا مفہوم سمجھنے کے لیے ایک اور آیت لیجیے جو سورۃ مائدۃ میں ہے۔ یہ آیت اختلافِ شرائع کا ذکر کرتی ہے۔ خدا کا دین اپنی حقیقت اور روح کے اعتبار سے ہمیشہ ایک ہی رہا، اس میں کبھی کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی لیکن مختلف ادوار میں احکامِ شریعت مختلف رہے ہیں۔ چنانچہ بنی اسرائیل کو جو شریعت دی گئی تھی محمد ﷺ کی بعثت کے بعد وہ بدل گئی اور آپ ﷺ کو ایک نئی شریعت دی گئی لیکن یہ اختلافِ شریعت اصل دین میں اختلاف کے ہم معنی ہر گز نہیں ہے۔ اس لئے خدا پرستی کا تقاضا یہ ہے کہ جس دور میں جو احکام شریعت نازل ہوں ان کے سامنے سر جھکانے کے لیے انسان تیار ہو جائے۔ جو شخص نئی شریعت کے آنے کے بعد بھی پچھلی شریعت کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہے وہ خدا کا نافرمان ہے۔

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاۗءَهُمْ عَمَّا جَاۗءَكَ مِنَ الْحَقِّ ۭ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۭ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝ 5

اور (اے حبیب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اتاری ہم نے آپ کی طرف یہ کتاب (قرآن) سچائی کے ساتھ تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے (آسمانی) کتاب ہے اور (یہ قرآن) محافظ ہے اس پر تو آپ فیصلہ فرمادیں ان کے درمیاں اس سے جو نازل فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور آپ نہ پیروی کریں ان کی خواہشات کی اس حق کو چھوڑ کر جو آپ کے پاس آیا ہے ہر ایک کے لیے بنائی ہے ہم نے تم میں سے ایک شریعت اور عمل کی راہ اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو بنا دیتا تم (سب کو) ایک ہی امت لیکن آزمانا چاہتا ہے تمہیں اس چیز میں سے جو اس نے دی ہے تم کو تو آگے بڑھنے کی کوشش کرو نیکیوں (خیر کے کاموں) میں اللہ کی طرف ہی لوٹ کر آنا ہے تم سب نے پھر وہ آگاہ کرے گا تمہیں جن باتوں میں تم جھگڑا کرتے تھے۔

4 معالم التنزیل المطبوع علی ہامش الخازن جلد: ٤ ص: ٢٤٥

5 القرآن، المائدۃ ٥:٤٨

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 25, 2025

یہاں خیرات میں آگے بڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس شریعت پر عمل کیا جائے جو محمد ﷺ پر نازل ہوئی ہے۔ کیونکہ اب نجات اسی شریعت کی اتباع میں ہے۔ ابن کثیر رحمہ اللہ علیہ نے فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ کی تشریح ان الفاظ میں کی ہے:

و ھی طاعة الله و اتباع شرعه الذی جعله ناسخا لما قبله والتصديق بكتابه القرآن الذی ھو آخر كتاب انزله 6

اس سے مراد ہے اللہ کی اطاعت، اس کی شریعت کا اتباع جسے اس نے پچھلی شریعتوں کی ناسخ بنایا ہے اور اس کی کتاب قرآن مجید کی تصدیق جو اس نے سب سے آخر میں نازل کی ہے۔ علامہ سیّد محمود آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ

فسارعوا الٰی ما ھو خير لكم فی الدارين من العقائد الحقة و الا عمال الصالحة المندرجة فی القرآن الكريم7

پس جلدی کرو ان صحیح ترین عقائد اور اعمالِ صالحہ کے اختیار کرنے میں جو قرآن کریم میں درج ہیں۔ کیونکہ یہی تمہارے لئے دُنیا و آخرت میں بہتر ہے۔ علامہ نظام الدین قمّی نیشاپوریؒ لکھتے ہیں:

يعنی بالخيرات ھھنا ما ھو الحق من الاعتقادات والمحقق من التكاليف8۔

یہاں ''خیرات'' سے اللہ تعالیٰ کی مراد صحیح ترین عقائد اور وہ ثابت شدہ اعمال ہیں جن کے کرنے کا انسانوں کو حکم دیا گیا ہے۔

ان تشریحات سے واضح ہے کہ خیرات میں سبقت کے معنی ہیں خدا کی بندگی، اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اور احکامِ شریعت کے اتباع میں آگے بڑھنا، ''خیر'' کے ایک لفظ میں وہ پورا نظامِ عقائد و اعمال سمٹ آیا ہے جو قرآن کی شکل میں نازل ہوا ہے۔ اسی خیر'' کی طرف دنیا کو دعوت دینے کا امت مسلمہ کو حکم دیا گیا ہے۔

یدعون الی الخیر:

یعنی اس جماعت کا پہلا امتیاز خصوصی یہ ہوگا کہ وہ خیر کی طرف دعوت دیا کریگی، گویا دعوت الی الخیر اسکا مقصد اعلی ہوگا۔ خیر سے کیا مراد ہے، رسول کریم ﷺ نے اسکی تفسیر میں ارشاد فرمایا کہ

6 تفسیر القرآن العظیم، ج:۲، ص:٦٧
7 روح المعانی، جز:٦، ص:١٠٤
8 غرائب القرآن ورغائب الفرقان المطبوع علیٰ ہامش ابن جریر رحمہ اللہ علیہ، ص:١٣٥

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 25, 2025

الخير ہو اتباع القرآن وسنتی [9]

یعنی خیر سے مراد قرآن اور میری سنت کا اتباع ہے۔

معارف القرآن میں مفتی محمد شفیع فرماتے ہیں کہ ”خیر کی اس سے زیادہ جامع اور مانع تعریف نہیں ہو سکتی، پورا دین شریعت اس میں آگیا۔ پھر اس دعوت الی الخیر کے بھی دو درجہ ہیں، پہلا یہ کہ غیر مسلموں کو خیر یعنی اسلام کی طرف دعوت دینا ہے، مسلمانوں کا ہر فرد عموماً اور یہ جماعت خصوصا دنیا کی تمام قوموں کو خیر یعنی اسلام کی دعوت دے، زبان سے بھی اور عمل سے بھی۔ دعوت الی الخیر کا دوسرا درجہ خود مسلمانوں کو دعوت خیر دینا ہے کہ تمام مسلمان علی العموم اور جماعت خاصہ علی الخصوص مسلمانوں کے درمیان تبلیغ کرے اور فریضہ دعوت الی الخیر انجام دے۔ پھر اس میں بھی ایک تو دعوت الی الخیر عام ہو گی، یعنی تمام مسلمانوں کو ضروری احکام و اسلامی اخلاق سے واقف کیا جائے، دوسری دعوت الی الخیر خاص ہو گی یعنی امت مسلمہ میں علوم قرآن وسنت کے ماہرین پیدا کرنا۔“[10] قرآن حکیم میں ہے کہ

وأولٰئک هم المفلحون

درحقیقت یہ لوگ کامیاب ہیں۔

معارف القرآن میں مفتی محمد شفیع فرماتے ہیں کہ ”فلاح و سعادت دارین انہی کا حصہ ہے، اس جماعت کا سب سے پہلا مصداق جماعت صحابہ ہے، جو دعوت الی اخیر اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے عظیم مقصد کو لیکر اٹھی اور قلیل عرصہ میں ساری دنیا پر چھا گئی۔ روم وایران کی عظیم سلطنتیں روند ڈالیں اور دنیا کو اخلاق و پاکیزگی کا درس دیا، نیکی اور تقوی کی شمعیں روشن کیں“۔[11]

ایسی جمعیت جب وجود میں آئے گی تو وہ کیا کرے گی؟ اس ضمن میں یہ آیت اہم ترین ہے۔

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَهُمُ الْمُفْلِحُونَ۞[12]

اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ضرور ہونی چاہیے جو خیر کی طرف دعوت دے، نیکی کا حکم دیتی رہے اور بدی سے روکتی رہے۔

9 ابن کثیر
10 معارف القرآن، ج: ۲، ص: ۱٤۰
11 معارف القرآن، ج: ۲، ص: ۱٤۲
12 القرآن، آل عمران ۳: ۱۰٤

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 25, 2025

اس جماعت کے کرنے کے تین کام بتائے گئے ہیں، جن میں اوّلین دعوت الی الخیر ہے،اور واضح رہے کہ سب سے بڑا خیر یہ قرآن ہے۔

وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۞

اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

یہاں لفظ مِنکُمْ بڑا معنی خیز ہے کہ تم میں سے ایک ایسی اُمت وجود میں آنی چاہیے۔ گویا ایک تو بڑی اُمت ہے اُمت مسلمہ، وہ تو ایک سو پچاس کروڑ نفوس پر مشتمل ہے، جو خوابِ غفلت میں مدہوش ہیں، اپنے منصب کو بھولے ہوئے ہیں، دین سے دور ہیں۔ لٰہذا اس اُمت کے اندر ایک چھوٹی اُمت یعنی ایک جماعت وجود میں آئے جو ''جاگو اور جگاؤ'' کا فریضہ سرانجام دے۔ اللہ نے تمہیں جاگنے کی صلاحیت دے دی ہے، اب اوروں کو جگاؤ اور اس کے لیے طاقت فراہم کرو، ایک منظم جماعت بناؤ! فرمایا کہ یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ وہ بڑی اُمت جو کروڑوں افراد پر مشتمل ہے اور یہ کام نہیں کرتی وہ اگر فلاح اور نجات کی اُمید رکھتی ہے تو یہ ایک اُمید موہوم ہے۔ فلاح پانے والے صرف یہ لوگ ہوں گے جو تین کام کریں گے۔ ۱۔ دعوت الی الخیر، ۲۔ امر بالمعروف، ۳۔ نہی عن المنکر

دعوت الی الخیر کی اہمیت

دعوت الی الخیر کی اہمیت کو واضح کرنے والی باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو امت محمدیہ -علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام- پر فرض قرار دیا ہے۔ اور یہ مسلّمہ بات ہے کہ فرائض کا مقام و مرتبہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بلند ہے، بلکہ وہ قرب الٰہی حاصل کرنے والے تمام برگزیدہ کاموں میں سے اس کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔

حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا: ''جن باتوں سے بندہ میرا قرب حاصل کرتا ہے ان میں سے کوئی چیز میرے ہاں ان اعمال سے زیادہ پسندیدہ نہیں جو کہ میں نے اس پر فرض کیے ہیں''۔[13]

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں فرائض سب سے محبوب اعمال ہیں۔

13 صحیح البخاری، کتاب الرقائق، باب التواضع، جزء من رقم الحدیث: ٦٥٠٢

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 25, 2025

طوفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''فرائض کے ذریعے قرب الٰہی کا حصول سب سے عظیم عمل ہے کیونکہ حکم کے مطابق ان کے ادا کرنے میں تعمیل ارشاد، حکم دینے والے کا احترام، تابعداری کے ذریعہ اس کی تعظیم، عظمتِ ربوبیت کا اظہار اور بندگی کی ذلت کا اقرار ہے''۔[14]

فرمانِ نبوی ﷺ ہے: عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْد الْاَنْصَارِیِّ رضی الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مَنْ دَلَّعَلٰی خَیْر فَلَهُ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِه [15]۔ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے کسی نیک کام کی طرف (کسی بندے کی) رہنمائی کی تو اس کو اس نیک کام کے کرنے والے بندے کے اجر کے برابر ہی اجر ملے گا''۔

تشریح: لوگوں کو بھلائی کی طرف دعوت دینا اور برائی سے روکنا پیغمبرانہ مشن ہے۔ چنانچہ اگر کسی شخص کی جدوجہد سے کسی دوسرے آدمی نے برائی چھوڑ کر نیکی اختیار کرلی تو نصیحت کرنے والے کو اتنا ہی اجر ملے گا جتنا خود نیکی کرنے والے کو۔

حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''یہ بات کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ پر اور تمہارے ذریعہ کسی ایک آدمی کو ہدایت دے دے تمہارے لئے اس ساری کائنات سے بہتر ہے جس پر آفتاب طلوع ہوتا اور غروب ہوتا ہے''۔[16]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جس بندے نے کسی نیکی کے راستہ کی طرف (لوگوں کو) دعوت دی تو اس داعی کو ان سب لوگوں کے اجروں کے برابر اجر ملے گا جو اسکی بات مان کر نیکی کے اس راستہ پر چلیں گے اور عمل کریں گے اور اسکی وجہ سے ان عمل کرنے والوں کے اجروں میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ اور اسی طرح جس نے (لوگوں کو) کسی گمراہی (اور بدعملی) کی دعوت دی تو اس داعی کو ان سب لوگوں کے گناہوں کے برابر گناہ ہوگا جو اسکی دعوت پر اس گمراہی اور بدعملی کے مرتکب ہوں گے اور اسکی وجہ سے ان لوگوں کے گناہوں میں (اور انکے عذاب میں) کوئی کمی نہ ہوگی''۔[17]

14 فتح الباری 11/343
15 صحیح مسلم، معارف الحدیث، ج:۸، ص:۹۱
16 معجم کبیر للطبرانی، معارف الحدیث، ج:۸، ص:۹۳
17 صحیح مسلم، معارف الحدیث، ج:۸، ص:۹۲

OPEN ACCESS

CC BY

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'(اے اہل ایمان) قسم اس پاک ذات کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے تم پر لازم ہے اور تم کوتا کید ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے رہو (یعنی اچھی باتوں اور نیکیوں کی لوگوں کو ہدایت وتاکید کرتے رہو اور بری باتوں اور برے کاموں سے انکو روکتے رہو) یا پھر ایسا ہوگا کہ (اس معاملہ میں تمہاری کوتاہی کی وجہ سے) اللہ تم پر اپنا کوئی عذاب بھیج دے گا پھر تم اس سے دعائیں کروگے اور تمہاری دعائیں قبول نہیں کی جائیں گی۔[18]

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ قرآن پاک کی یہ آیت پڑھتے ہو:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ۔۔۔ ﴿

'اے ایمان والو تم پر لازم ہے کہ اپنے نفسوں کی فکر، تمہارا کچھ نہ بگاڑیں گے گمراہ ہونے والے لوگ جب تم راہ ہدایت پر ہو''۔

حضرت صدیق اکبر نے اس آیت کا حوالہ دے کر فرمایا کہ کسی کو اس آیت سے غلط فہمی نہ ہو) میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ جب لوگوں کا یہ حال ہو جائے کہ وہ شریعت کے خلاف کام ہوتے ہوئے دیکھیں اور اسکی تغییر واصلاح کے لئے کچھ نہ کریں تو قریبی خطرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان سب ہی پر عذاب آجائے۔ اللھم احفظنا۔[19]

فرضیت دعوت الی الخیر کے دلائل:

کتاب وسنت میں دعوت الی الخیر کی فرضیت کے بہت زیادہ دلائل ہیں۔ انہی میں سے تین دلائل ذیل میں پیش کیے جارہے ہیں:

دعوت الی الخیر کی فرضیت کی پہلی دلیل:

رب العالمین ﷻ نے سورۃ آل عمران میں اللہ ﷻ نے اہل ایمان کو حکم دیا ہے:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿[20]

ضرور ہونی چاہیے تم میں ایک جماعت جو بلایا کرے نیکی کی طرف اور حکم دیا کرے بھلائی کا اور روکا کرے بدی سے اور یہی لوگ کامیاب وکامران ہیں۔

18 جامع ترمذی، معارف الحدیث، ج:۸، ص: ۹٤

19 سنن ابن ماجہ، جامع ترمذی، معارف الحدیث، ج۸، ص: ۹۵

20 سورۃ آلِ عمران 3:104

CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 25, 2025

تفسیر البغوی کے مطابق اس آیت کریمہ میں (صیغہ امر) کے ذریعے مسلمانوں کو دعوت الی الخیر، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم دیا گیا ہے۔اور صیغہ امر (لام امر) ہے جو فعل مضارع پر داخل ہوا ہے۔اور وہ (ولتکن) ہے۔امام بغوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریر کیا ہےولتکن میں لام (الامر) ہے۔[21] شیخ ابن عاشور رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے: ''ولتکن منکم امۃ'' کا صیغہ وجوب کا صیغہ ہے اور یہ امر پر دلالت کرنے کیلیے 'افعلوا' سے زیادہ صریح ہے''۔[22] العدّۃ فی اصول الفقہ میں ہے۔اور صیغہ امر- جیسا کہ علمائے امت نے بیان کیا ہے۔ وجوب پر دلالت کرتا ہے۔[23]

امام بغویؒ کے مطابق "ولتکن" میں لام امر ہے جو فعل مضارع پر داخل ہوا اور وجوب پر دلالت کرتا ہے۔ شیخ ابن عاشورؒ نے اسے "افعلوا" سے بھی زیادہ صریح وجوب کا صیغہ قرار دیا۔اصولِ فقہ میں یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ صیغہ امر اصل میں وجوب پر دلالت کرتا ہے۔ یہ آیت ایک الٰہی آئینی حکم ہے جو امت کے اجتماعی فریضے (Collective Duty) کی حیثیت رکھتا ہے۔ پاکستان کے آئین میں بھی (آرٹیکل 31) اسلامی اقدار کے فروغ اور برائی سے روکنے کی ضمانت دی گئی ہے، جو اس قرآنی حکم کی ریاستی توثیق ہے۔

دعوت الی الخیر کی فرضیت کی دوسری دلیل:

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحج (آیت: ٤١) میں اپنے نیک بندوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ بعض دیگر امور کے علاوہ اچھے کاموں کا حکم دیتے ہیں اور بُرے کاموں سے منع کرتے ہیں۔ سورۃ الحج میں واضح حکم ہے

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۞[24]

وہ لوگ کہ اگر ہم انھیں اقتدار بخشیں زمین میں تو وہ صحیح صحیح ادا کرتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور حکم کرتے ہیں (لوگوں کو) نیکی کا اور روکتے ہیں (انھیں) برائی سے اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہے سارے کاموں کا انجام۔

21 تفسیر البغوی ١/٣٣٨
22 تفسیر التحریر والتنویر، الجزء ٣/٣٧
23 العدّۃ فی اصول الفقہ ١/٤٢٢٤ والتمہید فی اصول الفقہ ١/١٤٥
24 سورۃ الحج 22: 41

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 25, 2025

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ جب مسلمانوں کو اقتدار ملتا ہے تو ان کے بنیادی آئینی و حکومتی فرائض میں ایک یہ بھی ہے کہ دعوت الی الخیر کو بطور ریاستی پالیسی نافذ کریں۔ یہ نص ریاستی آئین کے اس اصول کو بنیاد فراہم کرتی ہے کہ حکومت کی ذمہ داری صرف انتظامی نہیں بلکہ اخلاقی اور دینی اقدار کے قیام کی بھی ہے۔ پاکستانی آئین کا آرٹیکل 227 اور 31 اس قرآنی تصور سے ہم آہنگ ہیں۔

دعوت الی الخیر کی فرضیت کی تیسری دلیل:

سورۃ التوبہ میں بھی حکم ہے کہ

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝[25]

نیز مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں حکم کرتے ہیں نیکی کا اور روکتے ہیں برائی سے اور صحیح صحیح ادا کرتے ہیں نماز اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور اطاعت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی۔ یہی لوگ ہیں جن پر ضرور رحم فرمائے گا اللہ بیشک اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے۔

یہ آیت اجتماعی ولایت کا تصور دیتی ہے، یعنی پوری امت ایک دوسرے کی خیر خواہ اور مددگار ہو، اور اس کی بنیاد نیکی کی ترویج اور برائی کی روک تھام پر ہو۔ یہ اصول آئینی سطح پر سوشل جسٹس اور اجتماعی ذمہ داری کا ماخذ ہے، جو پارلیمان اور عوام دونوں پر یکساں طور پر لاگو ہوتا ہے۔ آئین میں شہریوں کو باہمی تعاون اور امر بالمعروف کا حق و فرض دیا گیا ہے۔

دعوت الی الخیر کی فرضیت کی چوتھی دلیل:

سورۃ لقمان میں بھی واضح حکم ہے۔ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے فرزند کو جو وصیتیں فرمائیں، ان کا ذکر اللہ تعالیٰ یوں فرماتے ہیں:

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰي مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝[26]

میرے پیارے بچے! نماز صحیح صحیح ادا کیا کرو 29 نیکی کا حکم دیا کرو۔ اور برائی سے روکتے رہو اور صبر کیا کرو ہر مصیبت پر جو تمہیں پہنچے بیشک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔

25 سورۃ توبہ 9:71

26 سورۃ لقمان 31:17

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 25, 2025

یہاں حضرت لقمانؑ نے دعوت الی الخیر کو تربیتِ اولاد اور خاندانی نظام کا لازمی حصہ قرار دیا۔ یہ دائرہ سوسائٹی کی بنیادی اکائی (خاندان) میں دعوت کے نفاذ کی آئینی بنیاد فراہم کرتا ہے، جو بالآخر قومی اصلاح کا ذریعہ بنتی ہے۔

دعوت الی الخیر کی فرضیت کی پانچویں دلیل:

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے حوالے سے روایت کردہ حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَبِي كَبْشَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً وَحَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنْ النَّارِ[27]

حضرت عبداللہ بن عمرو (رض) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا میری بات دوسرے لوگوں کو پہنچادو اگرچہ وہ ایک ہی آیت ہو اور بنی اسرائیل کے واقعات (اگر تم چاہو تو) بیان کرو اس میں کوئی حرج نہیں اور جس شخص نے مجھ پر قصداً جھوٹ بولا تو اسے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالینا چاہئے۔

عمدۃ القاری میں واضح ہے کہ اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو یہ حکم دیا ہے کہ

دین کی جو بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان تک پہنچے وہ اس کو دوسرے لوگوں تک پہنچادیں، اگرچہ وہ بات صرف ایک آیت ہی ہو۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح حدیث میں تحریر کیا ہے: ''ولو آیۃ''یعنی ظاہری علامت، یہ بات بطور مبالغہ ارشاد فرمائی گئی۔ اور اس سے مقصود یہ ہے کہ تم تک میری طرف سے پہنچنے والی بات کوئی عمل ہو یا اشارہ یا اسی طرح کی کوئی اور بات بھی ہو (تم اس کو آگے نقل کردو)[28]

علامہ عینیؒ کے مطابق "ولو آیۃ" کا مطلب ہے کہ چاہے معمولی سا پیغام ہو، اسے بھی پہنچانا ضروری ہے، کیونکہ یہ دین کی تبلیغ کے وجوب کی تاکید ہے۔ یہ حدیث شہری سطح پر اظہارِ حق اور ابلاغِ دین کی آزادی و ذمہ داری کو آئینی تحفظ دیتی ہے، جو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے بنیادی حقوق میں شامل ہے (آرٹیکل 19-اظہارِ رائے کی آزادی، دینی حدود کے ساتھ)۔

دعوت الی الخیر کی فرضیت کے بارے میں چھٹی دلیل:

27 صحیح بخاری، حدیث نمبر: 3461، جلد دوم: حدیث نمبر 718

28 عمدۃ القاری ١٦/٤٥

OPEN ACCESS

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 25, 2025

وہ حدیث ہے جس کو امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا: ''کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ کون سا دن ہے؟'' یہاں تک۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں نے یہ پیغام 'الٰہی' پہنچا دیا ہے؟'' انہوں نے عرض کی: ''جی ہاں''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ! گواہ ہو جا۔ (یہاں) موجود شخص غیر حاضر کو پہنچا دے۔ کتنے لوگ جنہیں بات پہنچائی جاتی ہے خود سننے والوں سے بات کو زیادہ سمجھنے والے ہوتے ہیں''۔[29]

اس حدیث شریف سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ سننے والوں کو حکم دیا کہ وہ اس کو غیر حاضر لوگوں تک پہنچا دیں۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یقیناً آپ ﷺ کی امت کو یہی وصیت ہے کہ: موجود لوگ غیر حاضر لوگوں تک (آپ ﷺ کی بات) پہنچا دیں''۔[30]

یہی بات مفسرین نے کہی ہے ہم یہاں دو مفسرین کے الفاظ نقل کرتے ہیں

اعلم انه تعالیٰ فی الاٰیات المتقدمة عاب اهل الکتاب علی شیئین احدهما انه عابهم علی الکفر ثم بعد ذلک عابهم علی سعیهم فی القاء الغیر فی الکفر فلما انتقل منه الی مخاطبة المومنین امرهم و لا بالتقویٰ والایمان ثم امرهم بِالسعی فی القاء الغیر فی الایمان والطاعة۔[31]

اللہ تعالیٰ نے سابقہ آیات میں اہل کتاب کی دو باتوں پر مزمت کی ہے۔ ان میں سے ایک تو اس نے ان کے کفر کی مزمت کی اس کے بعد اس بات پر ان کی مزمت کی کہ وہ دوسروں کو کفر میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتے ہیں پھر جب مسلمانوں سے خطاب کیا تو پہلے انھیں تقویٰ اور ایمان کا حکم دیا۔ اس کے بعد انہیں ہدایت کی کہ وہ دوسروں کو ایمان واطاعت کے دائرے میں لانے کی کوشش کریں۔

علامہ سید محمود آلوسیؒ فرماتے ہیں:

امرهم سبحانه بتکمیل الغیر اثر امرهم بتکمیل النفس لیکونوا ها دین مهدیین علی ضد اعدائهم فان ما قص اللہ تعالیٰ من ما لهم فی ما سبق یدل علی انهم ضالون مضلون۔[32]

29 صحیح البخاری، کتاب الحج باب الخطبۃ ایام منی، جزء من رقم الحدیث ۱۷۴۱، ۳/۵۷۳
30 صحیح البخاری، کتاب الحج باب الخطبۃ ایام منی، جزء من رقم الحدیث: ۳/۵۷۴-۱۷۳۹، ۵۷۳
31 مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) ج: ۳، ص: ۱۹
32 رُوح المعانی، ج4، ص20

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 25, 2025

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اپنی ذات کی تکمیل کا حکم دینے کے بعد (اس آیت میں) دوسروں کی تکمیل کا حکم دینے کے بعد دیا ہے۔ تاکہ وہ اپنے دشمنوں (یہود) کے بر عکس ہدایت یافتہ ہونے کے ساتھ دوسروں کی ہدایت کرنے والے بھی ہو جائیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سابقہ آیات میں ان کا جو حال بیان کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود بھی گمراہ ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کر رہے ہیں۔

تفسیر ماجدی میں ہے کہ "کسی درجہ میں اور ایک چھوٹے پیمانہ پر تو یہ فرض ہر فرد امت کا ہے، لیکن یہاں مقصود یہ ہے کہ ایک مستقل جماعت خاص اسی کام کے لئے ہو، اسکا کام ہی یہی ہو کہ خلق کو دعوت خیر دے، معروف (بھلے کاموں) کی طرف بلائے، منکر (برے کاموں) سے روکے"۔[33]

دعوت الی الخیر کی فرضیت کے بارے میں ساتویں دلیل:

عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ وَهَذَا حَدِيثُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ أَوَّلُ مَنْ بَدَأَ بِالْخُطْبَةِ يَوْمَ الْعِيدِ قَبْلَ الصَّلَاةِ مَرْوَانُ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ الصَّلَاةُ قَبْلَ الْخُطْبَةِ فَقَالَ قَدْ تُرِکَ مَا هُنَالِکَ فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ أَمَّا هَذَا فَقَدْ قَضَى مَا عَلَيْهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ رَأَى مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذَلِکَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ۔[34]

حضرت طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ عید کے دن سب سے پہلے نماز سے قبل جس شخص نے خطبہ شروع کیا وہ مروان تھا ایک آدمی کھڑا ہو کر مروان سے کہنے لگا کہ نماز خطبہ سے پہلے ہونی چاہئے مروان نے جواب دیا وہ دستور اب چھوڑ دیا گیا ہے حاضرین میں سے ابوسعید (رض) بولے اس شخص پر شریعت کا جو حق تھا وہ اس نے ادا کر دیا اب چاہے مروان مانے یا نہ مانے میں نے خود رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو فرماتے سنا کہ جو شخص تم میں سے کوئی بات شریعت کے خلاف دیکھے تو وہ ہاتھ سے اس کو بدل دے اگر ایسا ممکن نہ ہو تو زبان سے ایسا کرے اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو دل سے ہی اس کو برا جانے مگر یہ ضعیف ترین ایمان کا درجہ ہے۔

صحابہ کرامؓ نے سب سے پہلے اس فریضے کو عملی جامہ پہنایا اور جزیرہ نما عرب سے باہر دین کو پھیلایا۔ دعوت کے ذریعے ہی فارس، روم اور دیگر سلطنتوں میں اسلام پہنچا۔ دعوت الی الخیر میں عقیدہ و ایمان کی اصلاح، عبادات کی درستگی، اخلاق و کردار کی تعمیر، معاشرتی و معاشی نظام کی اصلاح، ظلم اور باطل نظام کا خاتمہ شامل ہیں۔ دعوت الی الخیر "امت مسلمہ کی شناخت اور بقا کا ضامن ہے۔ یہ محض انفرادی نیکی نہیں بلکہ ایک اجتماعی مشن ہے جو خیر (اسلام) کو پھیلانے اور شر کو مٹانے کا عزم رکھتا ہے۔ قرآن و سنت نے اسے کامیابی کا معیار قرار دیا ہے۔ یہ عمل امت پر فرضِ کفایہ ہے، لیکن ترک کرنے پر

33 تفسیر ماجدی، ج: ۱، ص: ۶۳۳

34 صحیح مسلم، حدیث نمبر: 177، جلد اول: حدیث نمبر 179

OPEN ACCESS

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 25, 2025

اجتماعی گناہ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سب سے پہلے اس فرض کو ادا کیا۔ دعوت الی الخیر کے مقاصد میں غیر مسلموں کو اسلام کی طرف بلانا، مسلمانوں کو دین پر قائم کرنا اور معاشرے میں نیکی اور عدل قائم کرنا، برائی اور ظلم مٹانا شامل ہے۔

امت محمدیہ کے فرائض میں مزکورہ بالا تینوں کام ہیں اگرچہ معنوی اعتبار سے یہ تینوں الگ الگ مفہوم کے حامل ہیں مگر ان کا مقصد ایک یعنی نیکی کی اشاعت اور برائی کا انسداد ہے۔ اس آیت سے پہلے یہود کا تزکرہ ہے کہ وہ خود بھی خدا کے دین کو چھوڑ چکے ہیں اور دوسروں کو بھی اس سے باز رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اسی وجہ سے وہ ہدایت سے محروم ہو گئے اور خدا کی محبّت کے مستحق نہیں رہے۔ اس کے بعد مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ ''پوری طرح خدا کا تقویٰ اختیار کریں، زندگی کے آخری لمحات تک اسلام پر قائم رہیں، باطل کے مقابلے کے لیے متحد و متفق ہو جائیں، سب مل کر خدا کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑ لیں اور گروہ بندی اور افتراق سے بچیں۔'' ان صفات کا تعلق ان کی داخلی زندگی سے تھا۔ اس کے بعد انہیں خارج کا پروگرام دیا گیا کہ وہ دنیا کو خیر کی طرف بُلائیں، معروف کا حکم دیں اور منکر سے منع کریں۔

امر، معروف نہی اور منکر کے لفظی معنی:

امر کا لفظی معنی کسی کام کے کرنے کا حکم دینا اور معروف کا لفظی معنی بھلی اور پسندیدہ بات کہنا، نہی کا لفظی معنی کسی کام کے نہ کرنے کا حکم دینا کسی کام سے روکنا، منکر کا لفظی معنی بُری اور ناپسندیدہ بات کہنا۔

امر بالمعروف نھی عن المنکر کا مفہوم:

نجات دلانے والی بھلی باتوں کی راہنمائی کرنا، یا بندوں کو نیکیوں کا راستہ دکھلانا، یا اُن باتوں کا حکم کرنا جو کتاب وسنت کے مطابق ہوں، یا ایسے اقوال واعمال کی راہنمائی کرنا جن سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہوں۔ امر بالمعروف کہلاتا ہے۔ جو چیزیں شریعت میں ناپسندیدہ ہیں ان پر تنبیہ کرنا، یا بندوں کو بری باتوں سے روکنا، یا نفسانی اور شہوانی تقاضوں پر عمل سے روکنا، یا شریعت وشرافت جن چیزوں سے نفرت کرتی ہے ان سے روکنا نہی عن المنکر کہلاتا ہے۔[35]

35 کتاب التعریفات للجرجانی ص:٤٦

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 25, 2025

معروف اور منکر دونوں ہی قرآنی اصطلاحات میں سے دو اصطلاحیں ہیں۔ معروف ایسا کام ہے جسے فطرت انسانی پہچانتی ہو یعنی نیک کام کو معروف کہتے ہیں۔ گویا معروف وہ قول اور بھلی بات ہے جس کو نفس پہچانے اور اُس پر نفس مطمئن ہو جائے اور شریعت اسلامی کی رو سے بھی وہ درست ہو۔

معروف وہ نیکی جو تمام معاشروں میں جانی پہچانی جاتی ہے۔ افراد معاشرہ اسے اپنانے کو مستحسن خیال کرتے ہیں فطرت انسانی بھی اس کی اچھائی کی گواہی دیتی ہے مثلاً سچ بولنا، پورا تولنا اور انصاف کرنا وغیرہ۔ امر بالمعروف کے معنی ہیں نیکی کا حکم دینا اور نیکی کی تلقین کرنا یہ اپنے مفہوم میں بڑا جامع لفظ ہے تمام طاعات، عبادات، اخلاق عالیہ، حسن سلوک اور منہیات شرعیہ سے اجتناب سب شامل ہے۔

نہی عن المنکر کے معنی ہیں برائی کے کاموں سے روکنا اور منع کرنا۔ معروف کی ضد منکر ہے اور منکر ایسا کام ہے جسے دنیا کے تمام معاشروں میں برا سمجھا جاتا ہے اور انسانی فطرت بھی اس کے برا ہونے کی گواہی دیتی ہے یعنی ہر برائی اور بدی منکر ہے مثلاً جھوٹ بولنا، کم تولنا اور ظلم کرنا وغیرہ۔

قرآن واحادیث سے امر بالمعروف نھی عن المنکر کا مفہوم:

قرآن حکیم میں امر بالمعروف (نیکی کا حکم دینا) اور نہی عن المنکر (برائی سے روکنا) کی متعدد مقامات پر تاکید کی گئی ہے۔ جن میں سورۃ آل عمران (104)، سورۃ الحج (41)، سورۃ التوبہ (71)، سورۃ لقمان (17) اور حدیث "بلّغوا عني ولو آية" شامل ہیں۔ کتب حدیث میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعدد ارشادات روایت کیے گئے ہیں جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہنے کی سخت تاکید فرمائی ہے اور اس کو چھوڑنے پر عذاب الٰہی کے نزول کا اندیشہ ظاہر فرمایا ہے۔ حضور ﷺ کے چند ارشادات درج ذیل ہیں جن پر ایک نظر ڈالنے سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا ذکر، علم دین، تقویٰ اور صلہ رحمی جیسے اعلیٰ ترین اوصاف کے ساتھ کیا ہے۔ پھر اس کام کو آپ ﷺ نے دین کے بنیادی ارکان کی صف میں جگہ دی ہے اور اس شخص کو اسلامی سوسائٹی کا اچھا فرد ماننے سے انکار کر دیا ہے جس میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ذمہ داری کا احساس نہ ہو۔ حضرت حزیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہِ لَتَامُرَنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ اَوْ لَیُوْشِكَنَّ اللهُ اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْكُمْ عِقَابا مِّنْهُ ثُمَّ تَدْعُوْنَهُ فَلَا یَسْتَجِیْبُ لَكُمْ ’’36

36 الترمزی: ۲۱۶۹، ابواب الفتن، باب ماجاء فی الامر بالمعروف والنھی عن المنکر، ھذا حدیث حسن وحسنہ الالبانی

OPEN ACCESS

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 25, 2025

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم ضرور معروف کا حکم دو اور منکر سے روکو ورنہ وہ وقت دور نہیں کہ خدائے تعالیٰ تم پر اپنا عذاب نازل کر دے اس وقت تم اس سے دعا کرو گے لیکن تمہاری دعا سنی نہیں جائے گی"۔

درہ بنت ابی لہب فرماتی ہیں:

قام رجل الی النبیﷺ و هو علی المنبر فقال یا رسول اللهﷺ ای الناس خیر؟ فقالﷺ خیر الناس اقراهم واتقاهم و أمرهم بالمعروف وانهاهم عن المنكر واوصلهم الرحم ۔37

نبی ﷺ منبر پر وعظ فرما رہے تھے کہ ایک شخص کھڑا ہو کر آپ ﷺ کی طرف بڑھا اور سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ! انسانوں میں سب سے بہتر انسان کون ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا جو اُن میں سب سے زیادہ خدا کی کتاب پڑھے جو اُن میں سب سے زیادہ متقی ہو اور جوان میں سب زیادہ خدا کی کتاب پڑھے جوان میں سب سے زیادہ متقی ہو اور جوان میں سب سے زیادہ معروف کا حکم دے اور منکر سے روکے اور جو سب سے زیادہ رشتوں کو ملائے رکھے"۔

حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ رَاٰی مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِه فَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِه، فَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِه، وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ 38

تم میں سے جو کوئی کسی منکر کو دیکھے اس کا فرض ہے کہ اسے زورِ بازو سے روک دے۔ پس اگر اس کی طاقت نہیں ہے تو زبان سے روکے۔

پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

الاسلام ان تعبد الله لا تشرك به شيئا و تقيم الصلوة وتوتی الزكوة و تصوم رمضان و تحج البيت والامر بالمعروف والنهی عن المنكر وتسليمك علی اهلك فمن انتقص شيئا منهن فهو سهم من الاسلام يدعه ومن تركهن كلهن فقد ولی الاسلام ظهره ۔39

'اسلام یہ ہے کہ تم اللہ کی بندگی کرو، اسکے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو، نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو، رمضان کے روزے رکھو، بیت اللہ کا حج کرو، معروف کا حکم دو اور منکر سے روکو اور اپنے گھر والوں کو سلام کرو۔ ان میں سے کسی بھی چیز کو جو شخص کم کرتا ہے وہ اسلام کا ایک جز چھوڑ دیتا ہے اور جس نے ان سب چیزوں کو چھوڑ دیا تو اس نے اسلام ہی سے پیٹھ پھیر لی"۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

37 مسند احمد جلد: ٦، ص: ٤٣٢ قال الحافظ المنزری رواہ ابو الشیخ فی کتاب الثیاب والبیقھی فی الزہد الکبیر وغیرہ (الترغیب والترتیب جلد: ٤ ص: ٩

38 صحیح المسلم، کتاب الایمان، باب بیان کون النھی عَنِ المنکر.....الخ، الحدیث: ١٧٧، ص: ٦٨٨

39 رواہ الحاکم جلد ١، ص ٢١ والمنزری بمعناہ عن البزار (الترغیب والترھیب جلد ٤، ص ١١

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 25, 2025

ليس منا من لم يرحم صغيرنا ويوقر كبيرنا و يامر بالمعروف وينه المنكر۔40

وہ شخص ہم سے نہیں ہے جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کھائے اور ہمارے بڑوں کی تعظیم نہ کرے معروف کا حکم نہ دے اور منکر سے منع نہ کرے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قال رسول اللهﷺ اوحى الله عز وجل الى جبرئيل عليه السلام ان اقلب مدينة كذا وكذا باهلها فقال يارب ان فيهم عبدك فلانا لم يعصمك طرفة عين قال فقال قلبها عليه وعليهم فان وجهه لم يتمعّرُ فی ساعة قطُّ ۔41

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو وحی کی کہ فلاں شہر کو اس کے باشندوں کے ساتھ الٹ دو اس پر حضرت جبرئیل علیہ السّلام نے کہا خدایا اس میں تیرا فلاں بندہ بھی تو ہے، جس نے ایک لمحہ کے لئے تیری معصیت نہیں کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے حضرت جبرئیل علیہ السّلام سے کہا اس شہر کو بشمول اس شخص کے اور سارے لوگوں کے الٹ دو کیونکہ (شہر میں نافرمانی ہوتی رہی لیکن) میری خاطر ایک گھڑی کے لیے بھی اس کے چہرے کا رنگ متغیّر نہیں ہوا"۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے بنیادی اصول قرآن کی روشنی میں:

سورۃ النحل میں فرمایا:اُدْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ۖ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ42

آپ ﷺ انہیں اپنے رب کی راہ کی طرف بلائیں حکمت، عمدہ نصیحت اور احسن طریقے سے بحث و تمحیص کے ذریعے۔"

اس آیت مبارکہ میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے تین اصولوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔(۱)حکمت(۲) وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ یعنی عمدہ نصیحت(۳)احسن طریق سے بحث۔مولانا شبیر احمد عثمانی حکمت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

"نہایت پختہ اور اٹل مضامین مضبوط دلائل و براہین کی روشنی میں حکیمانہ انداز سے پیش کئے جائیں جنہیں سن کر فہم وادراک اور علمی ذوق رکھنے والا طبقہ گردن جھکادے۔اس استدلال کے سامنے دنیا کے فلسفے ماند پڑ جائیں اور کسی قسم کی علمی ودماغی ترقیاتی وحی الٰہی کے بیان کردہ حقائق کا ایک شوشہ تبدیل نہ کر سکیں"۔43وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ یعنی عمدہ نصیحت کا مطلب ہے۔نہایت موثر اور رقت آمیز نصیحت سے نرم خوئی اور دلسوزی کے ساتھ بات

40 رواہ احمد والترمزی واللفظ لہ وابن حبان فی صحیحہ الترغیب والترہیب جلد ٤، ص ١٣

41 رواہ البیہقی فی شعب الایمان (مشکوۃ المصابیح کتاب الآداب، باب فی الامر بالمعروف

42 القرآن، النحل: ١٢٥

43 عثمانی شبیر احمد، مولانا فوائد القرآن مجمع الملک فہد لطباعۃ مدینہ منورہ عرب صفحہ ٥٨٠۔

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 25, 2025

پیش کی جائے۔اخلاص ہمدردی شفقت اور حسن اخلاق کے ساتھ خوبصورت اور معتدل انداز سے نصیحت ان لوگوں کے لیے زیادہ موثر ہوتی ہے جو زیادہ عالی دماغ اور ذکی و فہیم تو نہیں ہوتے مگر ان کے دل میں طلب حق کی چنگاری موجود ہوتی ہے"۔[44] مولانا مودودی فرماتے ہیں۔وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ مخاطب کو صرف دلائل ہی سے مطمئن نہ کیا جائے بلکہ اس کے جذبات کو بھی اپیل کیا جائے۔ برائیوں اور گمراہیوں کا ابطال محض عقلی انداز سے ہی نہ کیا جائے بلکہ اسکے اندر اللہ نے برائی کے لیے جو فطری نفرت رکھی ہے۔اسے بھی ابھارا جائے اور اس کے برے نتائج کا خوف دلایا جائے۔ہدایت اور اعمال صالحہ کی محض تلقین ہی نہ کی جائے بلکہ ان کی حقانیت عقلاً بھی ثابت کی جائے اور ان کی رغبت و شوق اس کے اندر سے بھی پیدا کی جائے نصیحت دلسوزی کے ساتھ پیش کی جائے اپنی علمی بالادستی اور دوسرے کی کم علمی کو نہ ابھارا جائے بلکہ خیر خواہانہ انداز سے بات کی جائے"۔[45] وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ کا معنی یہ ہے کہ اول تو بحث و تمحیص سے گریز کیا جائے لیکن اسکی نوبت آ ہی جائے تو پھر نہایت احسن و موزوں انداز اپنایا جائے۔ یہ بات ذہن میں رکھی جائے کہ باطل ہمیں ادھر ادھر کی بحثوں میں الجھا کر ہمیں ہمارے نصب العین سے ہٹا کر الجھانا چاہے گا تاکہ ہماری صلاحیتیں اور اوقات اسی طرف صرف ہوں۔مزید یہ کہ ایسی کچھاؤ کی فضا بن جائے کہ حق بات قبول کرنے کے احکامات اور فضا موزوں نہ رہے لہذا اگر بحث کرنی ہی پڑے تو شائستگی کے ساتھ کہ فضا مکدر نہ ہونے پائے بحث برائے بحث کی کیفیت پیدا نہ ہو۔ہٹ دھرمی کا مظاہرہ نہ ہو۔حق شناسی اور انصاف کا دامن نہ چھوڑا جائے"۔[46]

حضور اکرم ﷺ کا طریق دعوت ان اصولوں کی عملی شکل تھا آپ ﷺ نے مسلمانوں کے قلوب اور انداز فکر کو بدل ڈالا۔اقدار بدل گئیں۔ قلوب کی کایاپلٹ جانے سے برائی سے فطرت اور نیکی سے محبت پیدا ہو گئی اور اسی نفرت کی بناء پر وہ دائمی طور پر چھوٹ گئی۔پاکستان کے آئین میں آرٹیکل 31 واضح کرتا ہے کہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ قرآن و سنت کے مطابق زندگی کا اہتمام کرے، اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے تقاضے پورے کرے۔مزید، Objectives Resolution میں "اسلامی اخلاقیات کے فروغ" کو ریاستی پالیسی کا حصہ قرار دیا گیا ہے۔دعوت الی الخیر کا قرآنی

44 عثمانی شبیر احمد مولانا فوائد القرآن، صفحہ ۳۷۲۔
45 مودودی مولانا تفہیم القرآن جلد دوم صفحہ ۵۸۰۔
46 مودودی مولانا تفہیم القرآن، جلد دوم صفحہ ۵۸۱۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 25, 2025

اور نبوی ماڈل رشد و ہدایت کے ہمہ گیر پہلوؤں کو محیط ہے، جو علمی بصیرت، اخلاقی نرمی، نفسیاتی اثر انگیزی، اور اصلاحی حکمت عملی پر قائم ہے۔ اس کی آئینی بنیاد پاکستان جیسے اسلامی ریاست میں نہ صرف اخلاقی فریضہ بلکہ قانونی وریاستی ذمہ داری بھی ہے۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی اہمیت وفضیلت:

معروف کی دعوت دینے اور منکر سے منع کرنے کی بہت اہمیت ہے کیونکہ اس سے دنیا کا نظام قائم اور درست رہتا ہے اور اسکے ذریعے معاشرے کی اصلاح کی جاتی ہے اس لئے یہ اسلامی معاشرے میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر اُمت مسلمہ پر فرض کفایہ ہے اگر ایک جماعت اس فرض کی مسلسل ادائیگی کرتے رہے تو سب کی طرف سے یہ ادا ہو جائے گا لیکن اگر ایسی کوئی جماعت بھی باقی نہ رہے اور تمام مسلمان اس کام کو چھوڑ دیں تو پوری اُمت ہی گناہ گار ہو گی۔ بنی اسرائیل پر نہی عن المنکر کے فریضہ ادا نہ کرنے کی وجہ سے ہی لعنت کی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ ۞47

وہ ایک دوسرے کو برائی کے ارتکاب سے منع نہیں کرتے تھے۔

سو اس کی اہمیت کا ایک پہلو یہ ہے کہ یہ فرض کفایہ ہے۔ سورۃ العصر کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بغیر انسان خسارے میں رہتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَالْعَصْرِ ۞ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۞ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۞48

قسم ہے زمانے کی یقیناً انسان گھاٹے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔

اسی طرح سورہ توبہ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے مومنین ہیں جبکہ منافقین امر بالمنکر اور نہی عن المعروف کرتے ہیں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ ۚ يَأْمُرُونَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ ۞49

47 القرآن، المائدۃ ۵: ۹
48 القرآن، العصر ۱۰۳: ۱ تا ۳
49 القرآن، التوبۃ ۹: ٦٧

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 25, 2025

منافق مرد و عورت آپس میں ایک ہی ہیں، یہ برائی کا حکم دیتے ہیں اور نیکی سے روکتے ہیں۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر قرآن کے بنیادی احکام میں سے ہے، جو رشد و ہدایت کا محور ہے۔ امام قرطبیؒ نے "الخیر" سے مراد دینِ اسلام لیا ہے، جو کامل رشد و ہدایت کا نظام ہے[50]۔ یہ فرض کفایہ ہے، جس کی ترکِ کلی سے پوری امت گناہگار ہو جاتی ہے[51]۔ بنی اسرائیل پر لعنت اسی فریضہ کی ادائیگی نہ کرنے پر کی گئی[52]۔ سورۃ العصر میں واضح کیا گیا کہ حق کی وصیت اور صبر کی تلقین کے بغیر انسان خسارے میں ہے[53]۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت:

امر بالمعروف و نہی عن المنکر انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۞ 54

جو لوگ ایسے رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس تورات و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے ان کو دور کرتے ہیں۔ سو جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے، ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔''

امر بالمعروف و نہی عن المنکر تمام انبیاء کی دعوت کا بنیادی وصف ہے۔ امام فخر الدین رازیؒ لکھتے ہیں کہ یہ آیت نبوت کے عملی اہداف کا جامع ترین بیان ہے[55]۔

امت محمدیہ کی اہمیت کا سبب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر:

50 الجامع لأحکام القرآن، ج4، ص157
51 ابن تیمیہ، الحسبۃ فی الإسلام، ص9
52 المائدۃ: 5:79
53 تفسیر ابن کثیر، ج8، ص497
54 القرآن، الاعراف ۷:۱۵۷
55 التفسیر الکبیر، ج15، ص161

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 25, 2025

امت محمدیہ کی اہمیت کا سبب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا مقدس فرض انجام دینا ہے جیسا کہ قرآن مقدس میں ارشاد ہوتا ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۗ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ ۚ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ ۞ 56

تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہے کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو، اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو، اگر اہل کتاب بھی ایمان لاتے تو ان کے لئے بہتر تھا، ان میں ایمان والے بھی ہیں لیکن اکثر تو فاسق ہیں۔

امام طبریؒ کے مطابق اس آیت میں امتِ محمدیہ کی فضیلت کا اصل سبب یہی فریضہ ہے[57]۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرنا جنت کی بشارت:

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرنا ایسے اعمال میں سے ہے جن پر جنت کی بشارت دی گئی ہے جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

التَّائِبُونَ الْعَابِدُونَ الْحَامِدُونَ السَّائِحُونَ الرَّاكِعُونَ السَّاجِدُونَ الْآمِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحَافِظُونَ لِحُدُودِ اللَّهِ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ۞ 58

وہ ایسے ہیں جو توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے، (یا راہ حق میں سفر کرنے والے) رکوع اور سجدہ کرنے والے، نیک باتوں کی تعلیم کرنے والے اور بری باتوں سے باز رکھنے والے اور اللہ کی حدوں کا خیال رکھنے والے ہیں اور ایسے مومنین کو آپ خوشخبری سنا دیجئے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرنے والے نیک لوگ:

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرنے والے لوگ یقیناً نیک لوگ ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ يَتْلُونَ آيَاتِ اللَّهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُونَ ۞ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَأُولَـٰئِكَ مِنَ الصَّالِحِينَ ۞ 59

یہ سارے کے سارے یکساں نہیں بلکہ ان اہل کتاب میں ایک جماعت (حق پر) قائم رہنے والی بھی ہے جو راتوں کے وقت بھی کلام اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور سجدے بھی کرتے ہیں۔

56 القرآن، آل عمرآن ۳:۱۱۰
57 جامع البیان، ج7، ص108
58 القرآن، التوبۃ: ۹:۱۱۲
59 القرآن، آلِ عمران، ۴:۱۱۴

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 25, 2025

یہ اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان بھی رکھتے ہیں، بھلائیوں کا حکم کرتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں اور بھلائی کے کاموں میں جلدی کرتے ہیں۔ یہ نیک بخت لوگوں میں سے ہیں۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرنے والے اعلیٰ اور افضل:

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرنے والے کی بات تمام لوگوں کی باتوں سے اعلیٰ اور افضل ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۞ 60

اور اس سے زیادہ اچھی بات والا کون ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور کہے کہ میں یقیناً مسلمانوں میں سے ہوں۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرنا گناہوں کا کفارہ:

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرنا گناہوں کا کفارہ ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ۚ ۞ 61

"بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں"۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نماز اور زکوٰۃ سے بھی زیادہ اہم:

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نتائج کے اعتبار سے نماز اور زکوٰۃ سے بھی زیادہ اہم ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۞ 62

مومن مرد و عورت آپس میں ایک دوسرے کے (مددگار و معاون اور) دوست ہیں، وہ بھلائیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں، نمازوں کو پابندی سے بجالاتے ہیں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اللہ کی اور اس کے رسول کی بات مانتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ بہت جلد رحم فرمائے گا بیشک اللہ غلبے والا حکمت والا ہے۔

60 القرآن، فصلت ۴۱:۳۳

61 القرآن، ہود ۱۱:۱۱۴

62 القرآن، التوبۃ ۹:۷۱

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 25, 2025

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اہتمام کرنے والوں کی نصرت:

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اہتمام کرنے والے حکمرانوں کی اللہ تعالیٰ ضرور نصرت فرماتے ہیں جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ۞ الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۗ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ۞ 63

اللہ ان لوگوں کی ضرور مدد فرمائے گا جو اس (کے دین) کی مدد کریں گے اللہ بڑا طاقتور اور غالب ہے (اللہ کے دین کی مدد کرنے والے لوگ) وہ ہیں جنہیں اگر ہم زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کرتے ہیں، زکاۃ ادا کرتے ہیں، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ (یاد رکھو) سارے کاموں کا انجام تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرنے والوں کو مبارکباد:

امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر عمل کرنے والوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مبارکباد دی ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اِنَّ مِنَ النَّاسِ مَفَاتِيْحَ لِلْخَيْرِ مَغَالِيْقَ لِلشَّرِّ وَاِنَّ مِنَ النَّاسِ مَفَاتِيْحَ لِلشَّرِّ مَغَالِيْقَ لِلْخَيْرِ فَطُوْبٰى لِمَنْ جَعَلَ اللّٰهُ مَفَاتِيْحَ الْخَيْرِ عَلٰى يَدَيْهِ وَوَيْلٌ لِمَنْ جَعَلَ اللّٰهُ مَفَاتِيْحَ الشَّرِّ عَلٰى يَدَيْهِ.64

حضرت انس بن مالک ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”لوگوں میں سے بعض لوگ نیکی کی چابیاں ہیں اور برائی کو روکنے والے ہیں اور بعض برائی کی چابیاں ہیں اور نیکی کو روکنے والے ہیں۔ مبارک ہو اس آدمی کو جس کے ہاتھ سے اللہ نے نیکی کے دروازے کھولے اور ہلاکت ہو اس شخص کے لئے جس کے ہاتھ سے شر کے دروازے کھولے گئے“۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر قتل ہونے والے کو سید الشہداء کا اعزاز:

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی وجہ سے قتل ہونے والے کو قیامت کے روز سید الشہداء کا اعزاز حاصل ہو گا:

عَنْ جَابِرٍ ؓ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ۔ سَيِّدُ الشُّهَداءِ حَمْزَةُ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَرَجُلٌ قَامَ اِلٰى اِمَامٍ جَائِرٍ فَأَمَرَهُ وَ نَهَاهُ فَقَتَلَهُ.65

63 القرآن، الحج ۲۲: ۴۰، ۴۱

64 رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهُ (حسن)، تاب المقدمة باب من كان مفتاحا للخير ۱/۱۹۴

65 رَوَاهُ الْحَاكِم، سلسلہ الاحادیث الصحیحۃ الجزء الاوّل رقم الحدیث: ۳۷۴

OPEN ACCESS

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 25, 2025

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سید الشہداء ہیں اور وہ شخص بھی جو ظالم حکمران کے سامنے کھڑا ہوا اور اسے نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا اور حکمران نے اسے قتل کر دیا۔''

اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

سورۃ یوسف کی آیت 108 کے مطابق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی کاوشوں کے دوران آپ کی علمی بصیرت دعوت دلیل و برہان کے ساتھ ہونی چاہیے۔اور سورۃ طٰہٰ آیت 44 کے مطابق دعوت الی الخیر کے دوران آپ کے انداز میں اخلاقی نرمی ہونی چاہیے نرم گفتاری اور خیر خواہی کے ساتھ نصیحت کی جانی چاہیے۔ تفہیم القرآن میں ہے کہ دعوت الی الخیر کے دوران نفسیاتی اثر عقلی دلائل کے ساتھ فطری جذبات کو بھی ابھارتا ہے[66]۔قرآن نے اسے جنت کی بشارت پانے والوں کا وصف قرار دیا(التوبہ: 112)، نیک لوگوں کی پہچان بتایا(آل عمران: 114)، اور بہترین قول کا درجہ دیا (فصلت: 33)۔رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص کو "مفاتیح الخیر" کہا(ابن ماجہ، حدیث 237)اور اس راہ میں قتل ہونے والے کو "سید الشہداء" کا اعزاز دیا(حاکم، المستدرک، حدیث 4884)۔پاکستان کے آئین کا آرٹیکل 31 ریاست کو پابند کرتا ہے کہ قرآن و سنت کے مطابق زندگی کا اہتمام کرے، اور اسلامی اخلاقیات و اقدار کا فروغ کرے۔ آرٹیکل 227 تمام قوانین کو قرآن و سنت کے مطابق ڈھالنے کا تقاضا کرتا ہے۔ مزید، Objectives Resolution(آئین کا دیباچہ) میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے تقاضے ریاستی پالیسی کا حصہ ہیں۔دعوت الی الخیر اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر، رشد و ہدایت کے ہمہ گیر پہلوؤں کو محیط ہیں۔علمی رہنمائی، اخلاقی نرمی، نفسیاتی اثر اور اجتماعی اصلاح، یہ نہ صرف شرعی فریضہ ہے بلکہ اسلامی ریاست میں آئینی تقاضا بھی، جو معاشرے کو بگاڑ سے محفوظ رکھ کر خیر و فلاح کی راہ پر گامزن کرتا ہے۔

66 تفہیم القرآن، ج3، ص270

OPEN ACCESS

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 25, 2025

نیکی کا حکم دینے اور برائی سے نہ روکنے کے نقصانات (أَلۡإِضۡرَارُ فِيۡ تَرۡكِ الۡاَمۡرِ بِالۡمَعۡرُوۡفِ والنَّهۡيِ عَنِ الۡمُنكَرِ)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نا کرنے پر ہلاکت:

جب لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعہ اصلاح معاشرہ کا کام چھوڑ دیں تو اللہ ایسے ظالموں کو ہلاک کر دیتے ہیں قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُونِ مِنْ قَبْلِكُمْ أُولُو بَقِيَّةٍ يَنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّنْ أَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۗ وَاتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَا أُتْرِفُوا فِيهِ وَكَانُوا مُجْرِمِينَ ۞ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرَىٰ بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا مُصْلِحُونَ ۞[67]

پھر ان امتوں میں سے جو تم سے پہلے تھیں کچھ بچی کھچی بھلائی والے لوگ کیوں نہ ہوئے جو زمین میں فساد برپا کرنے سے (لوگوں کو) روکتے مگر تھوڑے لوگ (ایسے نکلے) انہیں ہم نے ان میں سے بچالیا اور نہ ظالم لوگ انہیں نعمتوں کے پیچھے پڑے رہے جن کے سامان انہیں دیئے گئے تھے اور وہ تھے ہی مجرم اور تیرا رب ایسا نہیں کہ بستیوں کو ظلم سے ہلاک کر دے جبکہ وہاں کے رہنے والے اصلاح کرنے والے ہوں۔

سورۃ ہود کی آیات 117-116 کے مطابق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پچھلی قومیں اس لیے ہلاک ہوئیں کہ اُن میں فساد سے روکنے والے قلیل لوگ تھے۔

امام قرطبیؒ کے مطابق "أُولُوا بَقِيَّةٍ" سے مراد وہ باہمت لوگ ہیں جو دین کے احکام کے قیام کے لیے جدوجہد کرتے ہیں[68]۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نا کرنے پر اللہ کی ناراضگی کا عمل:

اہل علم کا لوگوں کو برائی سے نہ روکنا اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والا عمل ہے:

لَوْلَا يَنْهَاهُمُ الرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ۞[69]

ان کے علماء اور مشائخ انہیں گناہ کی بات کرنے اور حرام کھانے سے کیوں نہیں منع کرتے، بہت ہی برا (کام) ہے جو وہ کر رہے ہیں۔

اہل علم کا برائی سے نہ روکنا اللہ کی سخت ناراضی کا باعث بنتا ہے۔ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ علماء کا خاموش رہنا، عملی تائید کے مترادف ہے[70]۔

67 القرآن، ھود ۱۱:۱۱٦-۱۱۷
68 الجامع لأحکام القرآن، ج9، ص113
69 القرآن، المائدہ ٥:٦٣
70 تفسیر ابن کثیر، ج3، ص130

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 25, 2025

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نا کرنے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت کا نزول:

جو قوم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرنا ترک کر دے اس قوم پر اللہ تعالیٰ کی لعنت نازل ہوتی ہے:

لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُودَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ۞ كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۞[71]

بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی ان پر داؤ داور عیسیٰ بن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی اس کی وجہ یہ ہوئی کہ انہوں نے نافرمانی کا راستہ اختیار کیا اور حد سے گزرنے لگے نیز انہوں نے ایک دوسرے کو ان برے کاموں سے جو وہ کرتے تھے روکنا چھوڑ دیا تھا جو طرز عمل انہوں نے اختیار کیا وہ بہت ہی برا تھا"۔

بنی اسرائیل پر لعنت کی ایک بڑی وجہ یہی تھی کہ وہ برائی سے نہ روکتے۔امام طبریؒ کے مطابق لعنت کا سبب "ترک النہی" تھا، جو گناہ کی اجتماعی سرپرستی کے مترادف ہے[72]۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نا کرنے پر اللہ کی پکڑ میں آنا:

جب کسی بستی کے لوگ امر بالمعروف و نہی عن المنکر ترک کر دیں تو نیک اور برے تمام لوگ اللہ کی پکڑ میں آجاتے ہیں:

وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً ۖ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۞[73]

اور اس فتنے سے بچو جو صرف ان لوگوں تک محدود نہیں رہے گا جنہوں نے تم میں سے ظلم کیا اور جان رکھو بے شک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔

فتنہ صرف ظالموں کو نہیں بلکہ خاموش نیکوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لیتا ہے: ابن تیمیہؒ کے نزدیک یہ آیت سماجی ذمہ داری کا قطعی ثبوت ہے[74]۔

71 القرآن،المائدہ:۵:۷۸-۷۹
72 جامع البیان،ج10،ص573
73 القرآن،الانفال۸:۲۵
74 الحسبۃ فی الإسلام،ص16

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 25, 2025

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نا کرنے پر اللہ تعالیٰ کا عذابِ عام نازل فرمانا:

جس قوم میں گناہ گار اور ظالم طاقتور ہوں، نیک اور صالح کمزور ہوں جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کر سکیں اس قوم پر اللہ تعالیٰ عذابِ عام نازل فرما دیتے ہیں۔

عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ۔ مَا مِنْ قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيْهِمْ، بِالْمَعَاصِيْ هُمْ أَعَزُّ مِنْهُمْ وَ أَمْنَعُ لَا يُغَيِّرُوْنَ إِلَّا عَمَّهُمُ اللهُ بِعِقَابٍ۔ 75

حضرت عبید اللہ بن جریر رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جس قوم میں گناہ کئے جاتے ہوں اور گناہ کرنے والے نیک لوگوں سے زیادہ معزز ہوں کہ ان کی عزت کی وجہ سے نیک لوگ ان کو روک نہ سکیں تو اللہ ان سب پر عزابِ عام نازل فرما دیتا ہے''۔

اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب گناہ کرنے والے معزز اور نیک لوگ کمزور ہو جائیں اور روک نہ سکیں، تو اللہ سب کو عذابِ عام میں مبتلا کرتا ہے[76]۔

اللہ تعالیٰ کا عذابِ نزول کے وقت دعائیں قبول نہ فرمانا

جو لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرنا چھوڑ دیں ان پر اللہ تعالیٰ دنیا میں عذاب نازل فرما دیتا ہے پھر وہ دعائیں کریں تو دعائیں بھی قبول نہیں فرماتا۔

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ۔ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَتَأْمُرَنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَ لَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ، أَوْ لَيُوْشِكَنَّ اللهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْهُ، ثُمَّ تَدْعُوْنَهُ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ۔ 77

حضرت حزیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو ورنہ قریب ہے کہ اللہ تم پر عذاب نازل فرما دے پھر تم اس سے دعا کرو گے تو وہ تمہاری دعائیں بھی قبول نہیں فرمائے گا۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

نبی ﷺ نے تنبیہ کی کہ ترکِ امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر اللہ کا عذاب آئے گا، پھر دعائیں بھی قبول نہیں ہوں گی[78]۔

75 رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهُ (حسن)، ابواب الفتن، باب ماجافی الامر بالمعروف ونھی عن المنکر ٢/١٧٦٢

76 سنن ابن ماجہ، حدیث 4009؛ صحیح الألبانی

77 رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، ابواب الفتن، باب ماجافی الامر بالمعروف ونھی عن المنکر ٢/١٧٦٢

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 25, 2025

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا ترک، رشد و ہدایت کے خاتمے اور معاشرتی بگاڑ کا بنیادی سبب ہے۔ قرآن و سنت واضح کرتے ہیں کہ یہ ترک نہ صرف فرد بلکہ پوری قوم کے لیے دنیاوآخرت میں تباہی کا پیش خیمہ ہے۔ پاکستان کا آئین، بالخصوص آرٹیکل 31 اور آرٹیکل 227، ریاست کو پابند کرتا ہے کہ وہ اسلامی احکام، بشمول امر بالمعروف و نہی عن المنکر، نافذ کرے۔ Objectives Resolution میں بھی اس فریضہ کے تقاضے قومی پالیسی کا حصہ قرار دیے گئے ہیں، تاکہ معاشرتی اصلاح اور رشد و ہدایت کا تسلسل قائم رہے۔ ترکِ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی صورت میں قوم ہلاکت، اللہ کی ناراضگی، لعنت، اجتماعی پکڑ، عذابِ عام اور دعاؤں کی عدم قبولیت جیسے نقصانات سے دوچار ہوتی ہے۔ یہ فریضہ نہ صرف شریعت میں رشد و ہدایت کا ضامن ہے بلکہ آئینی طور پر بھی ریاست و عوام کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ یہ ایک عمومی تبلیغی وصیت ہے جو پوری امت کو مخاطب کرتی ہے۔ یہ نص ریاستی اور عوامی ذمہ داری دونوں کو واضح کرتی ہے کہ حق بات ہر سطح پر آگے پہنچائی جائے، جو آئینی طور پر Public Awareness & Education کے اصول سے جڑتی ہے۔ ساری گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دعوت الی الخیر کو امت پر فرض قرار دیا ہے، اور اس کی فرضیت بلاشک وشبہ اس کی شان و عظمت اور رفعت و منزلت پر دلالت کرتی ہے۔ خیر کا مطلب ہے اللہ کا عطا کردہ دین، جس میں عقائد، عبادات، اخلاقیات اور معاملات کا مکمل نظام شامل ہے۔ دعوت الی الخیر کا مطلب ہے پورے دین کی طرف دعوت دینا، نہ کہ اس کے کسی جزوی حصے کی طرف۔ قرآن مجید نے امت مسلمہ کو حکم دیا ہے کہ وہ ایک ایسی جماعت ضرور پیدا کرے جو خیر (یعنی اسلام) کی طرف بلائے، امر بالمعروف کرے، نہی عن المنکر کرے۔ اس دعوت کی بنیاد قرآن وسنت پر ہے اور اس کا مقصد نہ صرف غیر مسلموں کو اسلام کی طرف بلانا ہے بلکہ مسلمانوں کو بھی دین کی طرف واپس لانا ہے۔ یہ کام فرض ہے، اور اس کی فرضیت پر متعدد آیات اور احادیث دلالت کرتی ہیں، جن میں سورۃ آل عمران (104)، سورۃ الحج (41)، سورۃ التوبہ (71)، سورۃ لقمان (17) اور حدیث "بلّغوا عني ولو آية" شامل ہیں۔ خیر کا پیمانہ اللہ کا دین ہے، اس کے سوا ہر نظام شر ہے۔ دعوت کا دائرہ صرف اخلاقی اصلاح، سیاسی انقلاب یا معاملات کی درستگی تک محدود نہیں، بلکہ مکمل دین کی طرف دعوت ہے۔ مفسرین نے "فعل الخیرات" کو "العمل بالشرائع" یعنی اللہ کی شریعت پر عمل کے طور پر بیان کیا ہے۔ یہ کام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سب سے پہلے انجام دیا اور دنیا میں اسلام کا نور

78 جامع الترمذی، حدیث 2169؛ صحیح الألبانی

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 25, 2025

پھیلایا۔اللہ کے نزدیک سب سے محبوب عمل فرائض کی ادائیگی ہے،اور دعوت الی الخیر انہی میں سے ہے۔دعوت الی الخیر قرآن وسنت کے مطابق فرضِ کفایہ ہے، جسے ترک کرنے پر پوری امت گناہ گار ہو سکتی ہے۔پاکستان کے آئین میں اس فریضے کو اسلامی دفعات (آرٹیکل 31، 227)اور عوامی حقوق کے حصے کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔یہ فریضہ فرد، خاندان، معاشرہ اور ریاست، سب کو حق کی پہچان، خیر کی ترویج اور برائی کی بیخ کنی کا نظام فراہم کرتا ہے۔اللہ ﷻ مجھے اور آپ سب کو دین اسلام پر عمل کرنے اور اسے دوسرے لوگوں تک پہنچانے میں توفیق عطا فرمائے۔آمین یارب العالمین۔

OPEN ACCESS
CC BY